Research Journal
Tahqeeqat

جلد:4، شمارہ:2، 2025ء

eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334

ریسرچ جرنل
تحقیقات

محمد قلی قطب شاہ کی شاعری کا لسانیاتی مطالعہ

Linguistical Study of Muhammad Quli Qutab Shah's Poetry

Bakht Zamin
Ph. D Scholar Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar
Dr. Anwar Ali
Assistant Professor Department of Urdu, Islamia College University, Peshawar
Email.anwar@icp.pk

بخت زمین
پی ایچ۔ڈی اسکالر شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور
ڈاکٹر انور علی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

Abstract

Muhammad Quli Qutab Shah was the first Urdu poet who composed his poetry book in the form of Diwan (A poetry book in which odes are composed in alphabetical order). He was a prominent figure of the late sixteenth century and is considered one of the pioneers of Urdu poetry in the Deccan region. His contribution to Urdu literature is particularly notable for introducing a structured and literary format that had, until then, been associated primarily with Persian poets. Inspired by the classical Persian tradition, he adopted the alphabetical arrangement of odes, which was a novel and innovative step in Urdu literary history. According to Dr. Mahayuddin Qadri Zore, Muhammad Quli Qutab Shah's Diwan contains nearly 50,000 verses, showcasing his prolific poetic output and linguistic mastery. The language used by Qutab Shah is known as Dakani Urdu, a historical dialect that predates modern standard Urdu by several centuries. Being more than 400 years old, this variant of Urdu is significantly different from contemporary usage in terms of phonetics, morphology, syntax, and semantics. A detailed linguistic analysis of his work reveals that his vocabulary consists primarily of three distinct categories: (1) words derived from Sanskrit, (2) Arabic and Persian vocabulary, and (3) compound expressions formed through the fusion of Arabic and Persian elements with local Indian dialects. This unique linguistic synthesis reflects the rich multicultural environment of the Deccan Sultanate and highlights Muhammad Quli's poetic ingenuity. This article aims to explore and underline the distinctive linguistic features of Muhammad Quli Qutab Shah's language. By examining his poetic diction, structural innovations, and linguistic diversity, the study attempts to place his work within the broader historical context of Urdu's evolution and literary formation.

Keywords: *Muhammad Quli Qutab Shah, Diwan, Dakani Urdu, Linguistic Analysis, Persian Influence, Sanskrit Vocabulary, Arabic-Persian Hybrid, Sixteenth Century Urdu Poetry, Deccan Literature, Phonetics, Morphology, Syntax, Semantics.*

کلیدی الفاظ: محمد قلی قطب شاہ، دیوان، دکنی اُردو، لسانیاتی تجزیہ، فارسی اثرات، سنسکرت ذخیرۂ الفاظ، اردو فارسی اور سنسکرت کا اختلاط، سولھویں صدی میں اُردو شاعری، دکنی ادب، صوتیات، صرفیات، نحویات، معنیات

OPEN ACCESS HEC DRJI ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE اشاریہ اردو جرائد EuroPub

محمد قلی قطب شاہ کو اُردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ محمد قلی قطب شاہ نہ صرف یہ کہ اُردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر تھا بلکہ انھیں اعلیٰ پائے کا شاعر بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ بابائے اُردو مولوی عبد الحق نے سب سے پہلے محمد قلی قطب شاہ اور اُس کی شاعری سے اُردو دنیا کو متعارف کرایا۔ مولوی عبد الحق نے پہلی بار کتب خانۂ آصفیہ (جو اب اسٹیٹ سنٹرل لائبریری کے نام سے موسوم ہے) میں موجود سلطان محمد قلی قطب شاہ کے کلام کے ایک نادر نسخے کی نشان دہی کی۔ انھوں نے اس نسخے سے متعلق انجمنِ ترقی اُردو کے سہ ماہی جریدے "اُردو" میں دو مضامین شائع کر کے اس کا مکمل تاریخی اور ادبی تعارف پیش کیا۔ محمد قلی قطب شاہ کے کلیات کی دریافت سے پہلے یہ خیال عام تھا کہ ولی دکنی اُردو کا پہلا شاعر ہے جس نے غزل کو فارسی رنگ میں لکھا اور جس نے اپنا دیوان فارسی دیوانوں کے طرز پر ردیف وار مرتب کیا۔ مولوی عبد الحق نے اس خیال کو رد کیا اور محمد قلی کے دیوان کی نشاندہی کی جو اسی طرح ردیف وار ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ مولوی عبد الحق اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "تحقیق نے، جو غلطی کی گھات میں لگی رہتی ہے، پھر اِس خیال کو نہ چلنے دیا۔ معلوم ہوا کہ ولی سے پہلے کئی شعرائے دکن نے اِسی رنگ میں غزلیں لکھی ہیں اور مروجہ طرز پر ردیف وار اپنے دیوان مرتب کیے ہیں۔ اس کا بین ثبوت محمد قلی قطب شاہ کی کلیات ہے جسے ہم آج ناظرینِ اُردو سے روشناس کرنا چاہتے ہیں" (۱)

محمد قلی قطب شاہ کا کلام اپنے لسانی اور شعری تجربات کے اعتبار سے دکنی اُردو میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ محمد قلی قطب شاہ کا کلیات قدیم دکنی اُردو میں ہے۔ دکنی اُردو کی لسانی خصوصیات موجودہ اُردو سے بہت مختلف اور الگ ہیں۔ دکنی اُردو کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ قواعدی لحاظ سے دوسری ہند آریائی بولیوں سے زیادہ قریب ہے۔ صوتی، صرفی، نحوی لحاظ سے ہند آریائی بولیوں کی بہت سی خصوصیات اس میں ملتی ہیں۔ محمد قلی قطب شاہ کے کلام میں دکنی اُردو کی کم و بیش تمام لسانی خصوصیات ملتی ہیں، کیوں کہ ڈاکٹر تبسم کاشمیری کے بقول محمد قلی قطب شاہ دکنی کے مقامی لسانی روایت کا سب سے بڑا شاعر تھا۔ (۲)

صوتی سطح پر دکنی اُردو کی اہم خصوصیت مصوتوں اور مصمتوں کا مخصوص استعمال ہے۔ دکنی اُردو میں طویل مصوتوں کو مختصر مصوتوں میں تبدیل کرنے کا رجحان موجود ہے جِسے "تخفیفِ صوت" کہتے ہیں۔ محمد قلی کے کلام میں بھی یہ رجحان موجود ہے۔ مثلاً اُس نے موہن کو مُہن، کہانی کو کہنی، بوند کو بُند، پریم کو پرم، پھول کو پُھل، آسمان کو اَسمان، اونچائی کو اُنچائی اور بھوک کے بجائے بُھک استعمال کیا ہے۔ ذیل کے مصرعے ملاحظہ ہوں جن میں آنچل، پھول اور آسمان کے بجائے اَنچل، پُھل اور اَسمان استعمال ہوا ہے:

ع۔ "سہانی سبز ساری سوں شفق اَنچل کناری سوں" (۳)

ع۔ "اُو بہشتی باس سوں کھلتے ہیں پُھل سب جگ منے" (۴)

ع۔ "اِس نور تل چُھپیا ہے اَسمان کا اُجالا" (۵)

پروفیسر محمود شیرانی دکنی میں بڑے مصوتوں کو چھوٹے مصوتوں میں بدل دینے کے رجحان کو پنجابی کی پیروی سمجھتے ہیں جب کہ مسعود حسین خاں "تخفیفِ صوت" کو جدید ہند آریائی زبانوں کی مشترک خصوصیت قرار دیتے ہیں، جو پراکرت دور کی یادگار ہے۔ (۶)

محمد قلی قطب شاہ کے کلام میں "تخفیف صوت" کے بر عکس چھوٹے مصوتوں کو بڑے مصوتوں میں تبدیل کرنے کی مثالیں بھی موجود ہیں۔اُن کے کلام میں جگہ کے بجائے "جاگا"، رکھنا کے بجائے "راکھنا"، چکھنا کے بجائے "چاکھنا"، زہر کے بجائے "زہار"، ٹک کے بجائے ٹوک اور اُس کے بجائے اوس جیسے الفاظ شامل ہیں۔ یہ بھی دکنی زبان کی ایک مستقل خصوصیت رہی ہے جس کو "تطویلِ مصوتہ" کہتے ہیں۔ ذیل کے مصرعوں میں لگی کی جگہ "لاگی" اور اُس کے بجائے "اوس" کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

ع۔"پیو بن تل بیلی لاگی ناری کوں"(۷)　　　　ع۔"من نیڑے باج اوس تک تل گھڑی"(۸)

چھوٹے مصوتوں کو بڑے مصوتوں میں تبدیل کرنے کا رجحان بھی پراکرتی دور کی خصوصیت ہے۔ڈاکٹر مسعود حسین خاں کہتے ہیں کہ آخری دور کی پراکرتوں کی یہ ایک نمایاں خصوصیت تھی کہ ایسے الفاظ جن میں حرفِ علت سے پہلے حرفِ صحیح ہوتا تھا، تو ایسے الفاظ کو آسان بنانے کے لیے مشدد لفظ کو سادہ تلفظ کرتے تھے اور اس کے بعد آنے والے حرفِ علت کو کھینچ کر ادا کرتے تھے۔(۹)

محمد قلی قطب شاہ کے کلام میں مصوتوں کی انفیت کا رجحان بھی پایا جاتا ہے۔انفیت کا مطلب ہے کہ عام مصوتوں کو غنائی مصوتوں میں تبدیل کرنا۔ محمد قلی کے کلام میں کوں(کو)، توں(تو)، آنکاس(آکاس)، منزا(مزا)، گھانس(گھاس)، منج(مجھ) اور انگے(آگے) جیسے الفاظ جابجا اپنی جھلک دکھاتے ہیں۔ذیل کے شعر میں کی اور تو کی انفیائی ہوئی صورتیں استعمال کی گئی ہیں:

"چند سور تیرے نور تھے نِس دِن کوں نورانی کیا　　　　تیری صفت کِن کر سکے توں آپی میرا ہے جیا(۱۰)"

مصوتوں کا انفیانا دکنی اُردو کے ساتھ ساتھ شمال کی قدیم اُردو کا بھی ایک قوی رجحان رہا ہے۔یہ رجحان اب تک دہلی اور گردونواح کی بول چال کی زبان میں پایا جاتا ہے۔

دکنی اُردو میں انفیت کے حذف کا رجحان بھی ملتا ہے۔ایسے الفاظ جو معیاری اُردو میں انفیت کے ساتھ مستعمل ہیں، محمد قلی نے انفیت کے بغیر استعمال کیے ہیں۔ یہ رجحان انفیت کے بر عکس ہے۔مثلاً کناوں کے بجائے کوا اور گنوانا کی جگہ گوانا وغیرہ۔

دکنی اُردو میں الف مکسورہ (یعنی جو الف کسرہ کے ساتھ مستعمل ہو) کو (ی) میں تبدیک کیا جاتا ہے۔مثلاً یکیلے(اکیلے)، یک(ایک) وغیرہ جیسے الفاظ محمد قلی کے کلام میں بکثرت ملتے ہیں۔ان مصرعوں میں الف مکسورہ کو (ی) میں بدلنے کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

ع۔"یک یک پیالہ دے کرنس دن گماتی منج کوں"(۱۱)　　　　ع۔"یکیلی دیکھ منج انجانتی ہیں"(۱۲)

ڈاکٹر مسعود حسین خاں کا خیال ہے کہ دکنی اُردو میں الفِ مکسورہ کا تلفظ دراویدی صوتیات کے تحت (ی) میں تبدیل کر دیا جاتا ہے اور یہ رجحان بول چال کی دکنی اُردو میں عام ہے۔(۱۳)

محمد قلی کے کلام میں ایسے الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں جو معیاری اردو میں نفسیت (ہکاریت) کے ساتھ مستعمل ہیں لیکن انھوں نے ان الفاظ کو ہکاریت کے بغیر استعال کیا ہے۔مثلاً محمد قلی نے چڑھنا، سوکھا، انجھو، بھی، پرکھنا، تمہاری، پگھلنا، باندھنا، ابھی ڈھونڈھنا، سنبھال اور انگوٹھی جیسے الفاظ ہکاریت کے بغیر استعمال کیے ہیں۔ان مصرعوں میں ہکاریت کا حذف دیکھیے:

ع۔"تواس عیش انگوٹی میں چند سور بائے"(۱۴)　　　　"چڑی مستی ہم سر میں اوبوئے فرخ"(۱۵)

دکنی اُردو میں بعض اوقات مندرجہ بالا رجحان کا برعکس رجحان بھی ملتا ہے۔یعنی کبھی کبھی لفظ کے معیاری تلفظ میں ہکاریت کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔یا پھر اس کو اصلی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ چسپاں کر دیا جاتا ہے۔لفظ میں اس صوتیے کی تبدیلی کی وجہ سے لفظ کا اصل تلفظ بگڑ جاتا ہے۔ اِسی صوتی میلان کے زیرِ اثر محمد قلی کے کلام میں اس صوتی تبدیلی کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔مثلاً محمد قلی نے پتھر، پنکھڑی، اُلٹانا، سنگاتی، کٹھن، کان اور جھگڑا کے بجائے پھتر، پھنکڑی، اُلٹھانا، سنگھاتی کھٹن، کھان اور جگھڑا جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کوزیعنی معکوسی آوازوں کو دندانی آوازوں میں تبدیل کرنا بھی دکنی اُردو کی ایک اہم صوتی خصوصیت رہی ہے۔اس صوتی خصوصیت کا اظہار اُس وقت ہوتا ہے جب ایک ہی لفظ میں دو کوز (Retroflex) آوازیں آتی ہیں تو پہلی دندانی بن جاتی ہے۔دُھنڈنا (ڈھونڈھنا) ہٹنا(ٹوٹنا)، دانٹنا(ڈانٹنا) اور دھنڈورا(ڈھنڈورا) وغیرہ جیسے الفاظ محمد قلی کے کلام میں جا بجا ملتے ہیں۔جیسے:

ع۔"ہوا آئی ہے لے کے بھی تھنڈ کالا"(۱۶)   ع۔"کہ تج نیناں تھے تُٹتے لعل تارے"(۱۷)

صوتیات کے علاوہ صرفیاتی سطح پر بھی دکنی اُردو منفرد لسانی خصوصیات کی حامل ہے۔دکنی اُردو کی یہ خصوصیات موجودہ معیاری اُردو میں مفقود ہیں۔معیاری اُردو میں وہ اسماجن کے آخر میں "الف" یا "ہ" نہ ہو اُن کی شکل واحد اور جمع میں یکساں رہتی ہے۔لیکن محمد قلی کے ہاں اُس دور کے رواج کے مطابق ایسے الفاظ کی جمع،لفظ کے آخر میں (۔اں) لگا کر بنائی گئی ہے۔محمد قلی قطب شاہ نے نہ صرف مقامی الفاظ کی جمع اِسی قاعدے سے بنائی ہے بلکہ عربی اور فارسی الفاظ پر بھی اِسی اصول کا اطلاق کیا ہے۔جیسے عابداں، عاشقاں، لوگاں، دوستاں ، پھلاں اور ہزاراں۔اُردو میں غیر فاعلی حالت میں جمع بنانے کے لیے لفظ کے ساتھ (۔وں) کا اضافہ کیا جاتا ہے لیکن محمد قلی نے (۔اں) والی جمع غیر فاعلی حالت میں بھی استعمال کی ہے۔جیسے "لوگاں سے"، "گھراں میں"، "پھُلاں میں"، "دوستاں کوں " اور "صورتاں تے" وغیرہ۔لفظ کے ساتھ (۔اں) لگا کر جمع بنانے کا قاعدہ فارسی ہے اور فارسی ہی کے اثر سے پنجابی میں بھی یہی قاعدہ ملتا ہے۔مثلاً ہم نفس سے ہم نفساں اور یار سے یاراں وغیرہ۔(۔اں) لگا کر جمع بنانے کا قاعدہ دکنی اُردو کے علاوہ راجستھانی اور ہریانی میں بھی ملتا ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں دکنی اُردو میں جمع بنانے کے اس قاعدے کو دکنی اُردو کی صرفی سطح پر سب سے بڑی شناخت قرار دیتے ہوئے اس کے ماخذ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جمع کا یہ قاعدہ فارسی اور پنجابی میں بھی مستعمل ہے،لیکن دکنی اُردو نے (۔اں) کی جمع کا قاعدہ ہریانوی سے لیا ہے جو نواحِ دہلی کی ایک بولی ہے"(۱۸)

(۔اں) سے اسا کی جمع بنانے کا قاعدہ بعد میں شمال کی اُردو میں حاتم کے دور تک مستعمل رہا ہے۔اِسی طرح جب فاعل جمع مونث ہو تو محمد قلی نے فعل بھی جمع مونث استعمال کیا ہے جیسے (آتیاں، جاتیاں، تھیاں وغیرہ)۔یہ قاعدہ بھی بعد میں میرؔ و سوداؔ کے دور تک جاری رہا البتہ صفت کی جمع بنانے کا طریقہ دکنی اُردو اور محمد قلی قطب شاہ سے مخصوص ہے۔محمد قلی کے کلام میں صفت کی جمع بنانے کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

"کالیاں، گوریاں، سکیاں کوں جگ میں جو تھیاں سو بسریا   کو نلی سکی کوں دیکھت میں سُد بھولیا دکھن میں (۱۹)"

محمد قلی قطب شاہ کے کلام میں اسما کی تذکیر و تانیث کا بھی کوئی معین قاعدہ موجود نہیں۔ بہت سارے ایسے الفاظ جو موجودہ اُردو میں مونث ہیں، محمد قلی کے کلام میں مذکر استعمال کیے گئے ہیں۔ جیسے دُعا، بلندی، مہکار، تاب، ضیافت، لذت، دولت، فراست، جان، ہستی، پناہ، خبر، چھانوں، صورت، غزل، نظر، مشکل، گرد، شرط، ہستی، جوانی، ندا، بلندی، آس، عید، تاب، قدر اور امانت محمد قلی نے مذکر کے طور پر استعمال کیے ہیں۔ اِسی طرح بعض معروف اسما جو موجودہ اُردو میں مذکر ہیں، جیسے ذکر، ادب اور خواب جبکہ محمد قلی نے مونث استعمال کیے ہیں۔ اس کے علاوہ خنجر، محبت اور غزل جیسے معروف اسما مذکر اور مونث دونوں طرح برتے گئے ہیں۔

موجودہ اُردو میں پریشانی، حیرانی، سرگردانی، روشنی اور دُشمنی جیسے الفاظ اسمائے کیفیت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں لیکن محمد قلی نے دکنی اُردو کے عام رجحان کے مطابق ان الفاظ کے بجائے پریشانگی، حیرانگی، سرگردانگی، روشنائی اور دُشمنائی جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اِسی طرح محمد قلی کے کلام میں اسمِ فاعل بھی موجودہ اُردو سے مختلف صورت میں مستعمل ہے۔ دکنی اُردو میں مصدر کے ساتھ ”ہار“ یا ”ہارا“ کا لفظ لگا کر اسمِ فاعل بنایا جاتا ہے۔ محمد قلی نے کرن ہار، کھولنہار، بخشن ہار، بوجھن ہار، دیونہار، رکھن ہار، چھوڑنہار اور چھوٹنہار جیسے الفاظ کو اسمائے فاعل کے طور پر استعمال کیا ہے۔

محمد قلی کے ہاں سب سے زیادہ رنگارنگی اسمائے ضمیر کے استعمال میں دکھائی دیتی ہے۔ محمد قلی نے ایک ہی اسمِ ضمیر کے لیے ایک سے زیادہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اسمِ ضمیر کی تینوں حالتوں (فاعلی، مفعولی، اضافی) کے لیے محمد قلی کے کلام میں استعمال شدہ الفاظ کی فہرست ملاحظہ ہو:

ضمیر غائب:	واحد	جمع
فاعلی:	وہ۔اُو۔وے۔اُنے	اُن، اُنو، وے
مفعولی:	اُس، اُس کوں، اُسے	اُن کوں، انہوں کو، اونوں کوں
اضافی:	ون کا، اُنن	انوکا، اینوکا
ضمیر حاضر:	واحد	جمع
فاعلی:	تو، توں	تم، تمن، تمنا، تمیں، تمھیں
مفعولی:	تُج کوں، تُج، تُجھ، تجے	تمن، تمنا کوں
اضافی:	مجھ، مو، مُج، میرا	ہمن، ہمارا
ضمیر متکلم:	واحد	جمع
فاعلی:	میں، اپے، ہم، ہمن، ہمنا	ہمے، ہمیں
مفعولی:	منج، منج کوں، مجہ، مجے	ہمنا، ہمنا کوں
اضافی:	مو، منج، مج	ہمارا، ہمن

محمد قلی کے کلام میں اسمِ ظرفِ زمان کی شکلیں بھی موجودہ اُردو سے بالکل مختلف ہیں۔ ان کے اشعار میں "اب" کے لیے "اِتا اور ایتال"، "جب" کے لیے "جدھاں، اور جداں"، "تب" کے "تدھاں"، "اول" کے لیے "پیچھیں، پچھیں اور پچھے"، اور "ہمیشہ" کے لیے "جم اور سدا" جیسے اسمائے ظرفِ زماں مستعمل ہیں۔ اِسی طرح استفہامیہ الفاظ کی صورتیں بھی مختلف ہیں۔ مثلاً "کیوں" کے لیے "کاہے کوں، کے، اور کس دھات" جیسے الفاظ عام دکنی اردو کی طرح محمد قلی نے بھی برتے ہیں۔

متعلق فعل میں فعل کے واقع ہونے کی وضاحت ہوتی ہے۔ متعلقِ فعل عدد میں ایک بار کی جگہ "یک بار" دوبار کے لیے "دوجی بار" اور سوبار کے لیے "صد بار" دکنی اُردو کے رواج کے مطابق محمد قلی کے کلام بھی اپنی جھلک دکھاتے ہیں۔

موجودہ اُردو کے حروفِ اضافت "کا، کے، کی" کے علاوہ دکنی اُردو میں حروف اضافت کی قدیم شکلیں بھی استعمال ہوئی ہیں اور محمد قلی کے کلام میں بھی بعض جگہ "کا، کے اور کی" کے بجائے قدیم حروفِ اضافت "کیرا، کیرے اور کیری" مستعمل ہیں۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کا کہنا ہے کہ دکنی اُردو میں ان الفاظ کا ماخذ سنسکرت کا لفظ "کاریہ" ہے جو سنسکرت زبان میں بطورِ علامتِ اضافت مستعمل تھا، وہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ چند بروائی کی "پرتھی راج راسو" کی زبان قدیم اُردو یا کھڑی بولی کی معاصر زبان تھی، اور اُس میں "کیرا" اور "کیری"، "کا اور کی" کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ (۲۰)

اسم کو دوسرے اسم کے ساتھ یا اسم کو فعل کے ساتھ ملانے والے حروف، حروفِ جار کہلاتے ہیں۔ محمد قلی کے کلام میں حروفِ جار کی بھی کئی صورتیں ملتی ہیں۔ مثلاً "پر" کے لیے "اُپر، پو، پہ"۔ "تک" کے لیے "تلک، لگ، لگوں"۔ "سے" کے لیے "سوں، ستی، سیتی سیتیں اور تے"۔ اسی طرح ظرفی "میں" کے لیے "بھیتر" اور "کو" انفیا کر "کوں" بنالیا گیا ہے۔

حروفِ استدراک دو ایسے جملوں کے درمیان آتے ہیں، جن میں پہلے جملے میں شبہ ہوتا ہے اور دوسرے جملے میں شبہ رفع کیا جاتا ہے۔ دکنی اُردو میں موجودہ اُردو کے حروفِ استدراک "لیکن۔ مگر، گرچہ، اور بلکہ" بھی استعمال ہوئے ہیں لیکن دکنی اُردو کے مخصوص حروفِ استدراک "اِلّا، اور ولے" ہیں۔

حروفِ استثنا ایک چیز یا شخص کو دوسرے سے الگ کرتے ہیں۔ محمد قلی نے موجودہ اُردو کے حروفِ استثنا "بجز، بغیر اور بنا" کے علاوہ "باج" کو بھی حرفِ استثنا کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اُن کی ایک مشہور غزل کا مطلع ہے:

"پیاباج پیالہ پیا جائے نا　　　پیاباج یک تل جیا جائے نا" (۲۱)

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینے کے لیے حروفِ تشبیہ استعمال ہوتے ہیں۔ محمد قلی کے ہاں موجودہ اُردو کے حروفِ تشبیہ "سا، سی، مانند" بھی استعمال ہوئے ہیں لیکن اس نے زیادہ تر دکنی اُردو کے مخصوص حروفِ تشبیہ "سار، نمنے، نمن" استعمال کیے ہیں۔ محمد قلی کے کلام میں دکنی کے مخصوص حروف تشبیہ کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

ع۔ "سُرج کرنا نمن زر تار تارا" (۲۲)　　　ع۔ "نہیں بزم اِس سار کا ہور کُئیں" (۲۳)

دو کلموں یا جملوں کو آپس میں ملانے والے الفاظ حروفِ عطف کہلاتے ہیں۔ موجودہ اُردو میں "اور"، "و" اور "یا" حروفِ عطف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ محمد قلی نے ان حروفِ عطف کے ساتھ ساتھ ایک اور لفظ "ہور" کو کثرت سے حرفِ عطف کے طور پر برتا

ہے۔اس کے علاوہ اردو کے عام قاعدے کے مطابق دو حروفِ عطف ایک ساتھ نہیں آتے، لیکن محمد قلی نے بعض اوقات ایک ساتھ دو حروفِ عطف کا استعمال بھی کیا ہے۔ مثلاً "قدرِ عنا وہور لٹکتا چال" میں "و" اور "ہور" کا ایک ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔

دکنی اردو میں اور محمد قلی کے کلام میں موجودہ اُردو کے حروفِ تخصیص (ہی، یہی، ہر، بھی) بھی مستعمل ہیں لیکن محمد قلی کی تخصیص یہ ہے کہ اس نے "بھی" کے بجائے "بی" استعمال کیا ہے جو اس وقت دکنی اُردو میں عام طور پر اسی طرح مستعمل تھا۔ اس کے علاوہ دکنی اردو کا مخصوص حرفِ تخصیص "چ" ہے جو دوسرے دکنی شعرا کے ہاں تو بکثرت مستعمل ہے لیکن محمد قلی کے کلام میں اس کا استعمال حیرت انگیز طور پر بہت کم کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں دکنی اُردو میں "چ" تاکیدی کے ماخذ کے بارے میں کہتے ہیں:

> "'چ' تاکیدی یا تخصیصی 'نکو' کی مانند دکنی اُردو کے لیے کلیدی حرف کا حکم رکھتی ہے۔ یہ علامت مراٹھی سے مستعار لی گئی ہے۔ گجراتی میں یہ 'ج' کی شکل میں آتی ہے۔ شمالی ہند کی اُردو میں یہ معدوم ہے بجز اسمٰعیل امروہوی کے" (۲۴)

جہاں تک فعل کے استعمال کا تعلق ہے تو محمد قلی کے کلام میں بھی دکنی اُردو کی روایت کے مطابق فعل کی تصریف فاعل کے لحاظ سے ہوئی ہے اور اس میں مفعول کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ماضی مطلق کا صیغہ بنانے کے لیے علامت مصدر "نا" گرا کر اس کے ساتھ "یا" لگایا گیا ہے۔ مثلاً دیکھیا، کہیا، لگیا وغیرہ۔ اگر مصدر ہٹانے کے بعد خاتمے پر مصوتہ آتا ہو تو پھر اس کے ساتھ "ءی ا" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً "دکھانا" اور اور "پانا" مصدر کے ماضی کے صیغے "دکھائیا" اور "پائیا" ہیں۔ اِسی طرح محمد قلی کے ہاں بھی موجودہ اُردو کے قاعدے کے مطابق علامتِ مصدر "نا" گرا کر "تا" لگانے سے "حالِ مطلق" بنایا گیا ہے۔ دکنی شعرا میں محمد قلی کی یہ ایک انفرادی خصوصیت ہے کہ انھوں نے برج بھاشا کے زیرِ اثر مادے میں صرف "ت" کا اضافہ کرکے اسے فعلِ حال اور مضارع دونوں کے لیے برتا ہے۔ جیسے "کِھلنا" سے "کِھلات" اور "سننا" سے "سُنات"۔ محمد قلی کی ایک پوری غزل میں قافیے کے طور پر اس طرح کے الفاظ برتے گئے ہیں۔ مثالیں دیکھیے:

ع: "نین بن میں دعوے کے پھولاں کھلات" (۲۵)   ع: "ترا مکھڑا پرم کہانی سُنات" (۲۶)

فعل کی یہ صورت دکنی اُردو میں محمد قلی قطب شاہ کے کلام سے مخصوص ہے اور اُس کے دوسرے ہم عصر شعرا کے ہاں برج بھاشا کی فعل والی یہ صورت نظر نہیں آتی۔ دکنی اُردو میں فعلِ مستقبل کی دو صورتیں رائج تھیں۔ ایک موجودہ اُردو کی طرح مضارع کے بعد (گا، گی، گے) لگا کر فعلِ مستقبل بنایا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ (سی، سے، سیں، سوں) جیسے الفاظ بھی فعلِ مستقبل بنانے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ لیکن یہ الفاظ زیادہ تر منفی جملوں میں "نا" اور "نہ" کے ساتھ استعمال ہوتے تھے۔ محمد قلی کے کلام میں مستقبل کی ان دونوں صورتوں کی مثالیں موجود ہیں۔

محمد قلی نے اکثر جگہ موجودہ اُردو کے افعال ناقصہ (ہے، ہیں، تھا، تھی، تھے) کے بجائے (اہے، اہیں، اتھا، اتھی، اتھے) جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اسی طرح دکنی روایت کے مطابق اگر فاعل جمع مونث ہو تو فعل بھی جمع مونث استعمال کیا گیا ہے۔ جیسے "تھی" کی جمع "اتھیاں" محمد قلی کے ہاں مستعمل ہے۔

مجموعی طور پر محمد قلی کی زبان کے لسانی تجزیے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اُن کی زبان تین قسم کے لسانی عناصر سے مل کے بنی ہے۔

ا۔ سنسکرت الفاظ ۲۔ عربی اور فارسی الفاظ ۳۔ عربی، فارسی الفاظ اور مقامی ہند آریائی بولیوں کے الفاظ سے مل کر بننے والی ترکیبیں۔

ا۔ سنسکرت الفاظ:

کسی دوسری زبان سے لیے ہوئے لفظ کی اصل کو "تت سم" کہتے ہیں اور اس کی مروج شکل کو "تدبھو" کہتے ہیں۔ محمد قلی نے اپنے کلام میں سنسکرت کے تت سم اور تدبھو الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں۔ اُس نے ان الفاظ کی فصاحت و بلاغت اور معنویت سے بھرپور فائدہ اُٹھایا ہے اور اپنے اشعار میں بھی سنسکرت زبان کی وسعت کا ذکر کیا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو محمد قلی کے کلام کا زیادہ تر حصہ سنسکرت کے تت سم اور تدبھو الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب جدید ہند آریائی زبانیں ادبی روپ دھار رہی تھیں تو انھیں مجبوراً سنسکرت کا سہارا لینا پڑتا تھا۔ مسلمانوں کی آمد سے جدید ہند آریائی زبانوں میں سنسکرتیت کا رجحان دو طرح سے تبدیل ہوا۔ ایک یہ کہ سنسکرت الفاظ کے بجائے ان زبانوں کے ذخیرۂ الفاظ میں عربی و فارسی الفاظ داخل ہونے لگے۔ دوسرے مقامی سنسکرت الفاظ کو جب استعمال کیا گیا تو ان کی صحت کی کوئی پروا نہیں کی گئی اور انھیں توڑ مروڑ کر اپنی مرضی اور منشا کے مطابق استعمال کیا گیا۔ ان الفاظ کو تدبھو کہتے ہیں۔ دکنی ادبیات کے زیرِ اثر محمد قلی کے کلام میں تدبھو الفاظ کی درج ذیل صورتیں ملتی ہیں:

کیس (کیش 'بال')، بست (وستو 'چیز')، سیتل (شیتل 'ٹھنڈا')، انجھو (اشرو 'آنسو')، چُمن (چُمبن 'چومنا')، دشٹ (درشٹ 'نظر')، پرم (پریم) محمد قلی کے کلام میں ابتدائی دور کے سنسکرتیت کے اس رجحان کے تحت خالص سنسکرت (تت سم) الفاظ بھی بڑی تعداد میں ملتے ہیں۔ جیسے: پرکٹ (ظاہر)، الک (زلف)، بہو (بہت)، ادھک (زیادہ)، سیس (سر)، سنگرام (لڑائی)، شبد (لفظ)، رکت (خون)، ترلوک (تینوں عالم)، چتر (ہوشیار)، جیو (جی)، درپن (آئینہ)، سور (سورج)، چرن (قدم)، چنتا (فکر)، انتر (راز)، دوت (پیامبر)، میگھ (بادل).

خالص عربی اور فارسی الفاظ:

محمد قلی کے کلام میں عربی اور فارسی کے ایسے نامانوس الفاظ بھی ملتے ہیں جو اس کے ہم عصر شعرا کے ہاں نہیں ملتے۔ خُذ (لینے کا فعلِ امر)، بعث (زندگی)، ذیل (دامن)، اسی طرح محمد قلی نے اپنی بعض غزلوں کی ردیفوں میں انفاذ، احناذ، معاذ، نبیذ، خذُ، الذ، احداث، بعث، خوک لقا، اُفتاد، نکشاد، اور ماکث جیسے عربی الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ان الفاظ کی تعداد سنسکرت کے تت سم اور تدبھو الفاظ کے مقابلے میں ایک فی صد سے بھی کم ہے۔ ایسے الفاظ زیادہ تر ردیفوں کی تکمیل کے لیے برتے گئے ہیں۔

ہندی اور عربی، فارسی الفاظ سے بنائی گئی ترکیبیں:

تیسری قسم کے الفاظ وہ ترکیبیں ہیں جو عربی، فارسی اور مقامی الفاظ کے ملاپ سے بنائی گئی ہیں۔ جیسے:

رُخ چند، جیو و دل، نیہہ برگ، مدخانہ،، آگِ فراق، کوپ رقیب، بہشتی سُندر، ہم کنٹھ، طاقِ لوچن، چالِ بدمست، پری خانہ سکل، جیو سوختہ، داروئے صحت، شکر لب و چمپا رنگ، کیمیائی دشٹ، پیاری و پیا، نیک چھن، خضر نیر، تیر نین، بنفشہ مکھ،، جنگل و باغ، باجوت نین، داغ مو، ہوائے کلیاں میگھ، حسن پٹن، نیہہ بر، گ، مدِ حقیقی اور ذکر مکھ و زلف اس کی چند مثالیں ہیں۔

محمد قلی کے کلام میں ہندی اور فارسی الفاظ کی پیوند کاری کہیں کہیں بے جوڑ بھی معلوم ہوتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ ترکیبیں محمد قلی کے ہندلسانی مزاج کی ترجمانی کرتی ہیں۔ محمد قلی کے کلام میں استعمال شدہ لفظیات کے اعداد شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ تعداد سنسکرت کے تت سم اور تدبھو الفاظ کی ہے۔اس کے بعد مقامی الفاظ اور عربی،فارسی الفاظ سے بنائی گئی ترکیبوں کی تعداد ہے اور سب سے کم تعداد میں خالص عربی و فارسی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یہی لسانی توازن اور مزاج محمد قلی کے فن کو ایک مخصوص تہذیبی شناخت عطا کرتا ہے،جو نہ صرف اس کے عہد کی زبان کا عکس ہے بلکہ ایک کثیر الثقافتی شعری روایت کا استعارہ بھی ہے۔اس طرح محمد قلی کا کلام محض فن کا نمونہ نہیں بلکہ ایک لسانی دستاویز بھی ہے جو دکن کی گنگا جمنی تہذیب کی علامت بن کر ابھرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ مولوی عبدالحق،"کلام سلطان محمد قلی قطب شاہ" سہ ماہی اُردو ادب، سلطان محمد قلی قطب شاہ نمبر، نئی دہلی (اپریل، مئی، جون، ۲۰۰۵ء)، ص ۸۲

۲۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری، اُردو ادب کی تاریخ۔ ابتدا سے ۱۸۵۷ء تک، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص:۱۵۹

۳۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصہ اول، مرتب: ڈاکٹر سیدہ جعفر، قومی کونسل برائے فروغِ اُردو، نئی دہلی، ۱۹۹۸ء، ص:۴۳۲

۴۔ ایضاً، ص:۴۱۶

۵۔ ایضاً، ص:۴۱۱

۶۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں، مقدمۂ تاریخ زبان اُردو، عبداللہ اکیڈمی اُردو بازار، لاہور، ۲۰۱۹ء، ص:۲۱

۷۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصہ اول، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، (محولہ بالہ)، ص:۴۲۲

۸۔ ایضاً، ص:۴۲۲

۹۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں، مقدمۂ تاریخ زبان اُردو، (محولہ بالہ)، ص:۲۱۶

۱۰۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصہ اول، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، (محولہ بالا)، ص:۲۹۷

۱۱۔ ایضاً، ص:۴۱۵

۱۲۔ ایضاً، ص:۴۳۱

۱۳۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں، مقدمۂ تاریخ زبان اُردو، حصہ اول، (محولہ بالا)، ص:۱۱۵

۱۴۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصہ اول، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، (محولہ بالا)، ص:۲۲۷

۱۵۔ ایضاً، ص:۲۲۷

۱۶۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصہ اول، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، (محولہ بالا)، ص:۴۰۸

۱۷۔ ایضاً، ص:۴۵۴

۱۸۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں، مقدمۂ تاریخ زبان اُردو، حصہ اول، (محولہ بالا)، ص:۱۱۸

۱۹۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصہ اول، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، (محولہ بالا)، ص:۴۲۰

۲۰۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، داستانِ زبان اُردو، انجمن ترقی اُردو، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص:۳۱

۲۱۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصہ اول، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، (محولہ بالا)، ص:۴۹۴

۲۲۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ، کلیات سلطان محمد قلی قطب شاہ، مرتبہ: ڈاکٹر محی الدین قادری زور، پہلا حصہ ، مکتبہ ابراہیمیہ، حیدر آباد دکن، طبع اول، ۱۹۴۰ء، ص:۱۳۵

۲۳۔ ایضاً، ص:۱۴۵

۲۴۔ ڈاکٹر مسعود حسین خاں، مقدمۂ تاریخ زبان اُردو، حصہ اول، (محولہ بالا)، ص:۱۴۴

۲۵۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ، کلیاتِ قلی قطب شاہ، حصۂ اول، مرتبہ: ڈاکٹر سیدہ جعفر، (محولہ بالا)، ص:۴۳۷، ۴۳۸

۲۶۔ ایضاً، ص:۴۳۷، ۴۳۸

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Maulvi Abdul Haq, "Kalam Sultan Muhammad Quli Qutub Shah" Quarterly Urdu Literature, Sultan Muhammad Quli Qutub Shah No., New Delhi (April, May, June, 2005), p. 82
2. Dr. Tabassum Kashmiri, History of Urdu Literature. From the Beginning to 1857, Sang-e-Mile Publications, Lahore, 2016, p. 159
3. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, Kulyat-e-Quli Qutub Shah, Part I, Compiled by Dr. Syeda Jafar, National Council for the Promotion of Urdu, New Delhi, 1998, p. 432
4. Ibid., p. 416
5. Ibid., p. 411
6. Dr. Masood Hussain Khan, Introduction to the History of the Urdu Language, Abdullah Academy Urdu Bazaar, Lahore, 2019, p. 21
7. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, The Complete Works of Quli Qutub Shah, Part One, edited by Dr. Syeda Jafar, (translated by Bala), p. 422
8. Ibid., p. 422
9. Dr. Masood Hussain Khan, Introduction to the History of Urdu Language, (translated by Bala), p. 216
10. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, The Complete Works of Quli Qutub Shah, Part One, edited by Dr. Syeda Jafar, (translated by Bala), p. 297
11. Ibid., p. 415
12. Ibid., p. 431
13. Dr. Masood Hussain Khan, Introduction to the History of Urdu Language, Part One, (translated by Bala), p. 115
14. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, The Complete Works of Quli Qutub Shah, Part One, edited by Dr. Syeda Jafar, (translated by Bala), p. 227
15. Also, p. 227
16. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, Kaliyat-e-Quli Qutub Shah, Part I, edited by Dr. Syeda Jafar, (translated above), p. 408
17. Also, p. 454
18. Dr. Masood Hussain Khan, Introduction to the History of Urdu Language, Part I, (translated above), p. 118
19. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, Kaliyat-e-Quli Qutub Shah, Part I, edited by Dr. Syeda Jafar, (translated above), p. 420
20. Dr. Shaukat Sabzwari, Dastan-e-Quli Qutub Shah, Anjuman-e-Tarqiq Urdu, Karachi, 2018, p. 31
21. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, Kaliyat-e-Quli Qutub Shah, Part I, edited by Dr. Syeda Jafar, (translated above), p. 494
22. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, Kulyat-e-Quliat Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, edited by Dr. Mohi-ud-Din Qadri Zur, Part One, Maktaba Ibrahimiya, Hyderabad Deccan, First Edition, 1940, p. 135
23. Ibid., p. 145
24. Dr. Masood Hussain Khan, Introduction to the History of the Urdu Language, Part One, (quoted above), p. 144
25. Sultan Muhammad Quli Qutub Shah, Kulyat-e-Quli Qutub Shah, Part One, edited by Dr. Syeda Jafar, (quoted above), p. 437, 438
26. Ibid., p. 437, 438